خلاصہ

پاکستان کو اکیسویں صدی کی دوسری دہائی کے شروع سے ہی مشکلات کا سامنا ہے۔

- ناپائیدار مالیاتی پالیسیوں کو درست کرنے کے لیے جاری معاشی استحکام کے حصول کی کوشش
- بڑھتی ہوئی آبادی کا دباؤ
- ورثہ میں ملا ہوا معاشی عدم استحکام
- بیرونی واقعات کا سامنا، زلزلہ، سیلاب اور دیرپا جاری رہنے والا تصادم
- بڑے حکومتی ادارے جو منڈیوں کی ترقی میں بڑی رکاوٹ ہیں
- کم اور گرتی ہوئی پیداواری صلاحیت
- جمہوری نظام حکومت سے وابستہ عوام کی بہتر طرزِ زندگی کی بلند توقعات

گزشتہ چار دہائیوں سے سالانہ ترقی کا تناسب کافی ناہموار ہے اور طویل دورانیہ میں اس کا رجحان منفی ہے۔ اس کے ساتھ ہماری پیداواری صلاحیت بھی اپنے حریفوں کے مقابلے میں کم ہے۔ پچھلے چار سالوں سے فی کس آمدنی میں حقیقی معنوں میں اضافہ نہیں ہوا جبکہ دوہندسی مہنگائی کی شرح برقرار رہی ہے۔

ہماری ترقی کی پالیسی کا انحصار حکومتی شعبوں کے پراجیکٹس، رعایات، سبسڈی اور پروٹیکشن پر ہے۔ پراجیکٹس کی منظوری کے عمل نے انفراسٹرکچر کی ترقی کی رفتار کو بری طرح متاثر کیا ہے جبکہ بے جا مراعات نے مسابقتی منڈیوں کو پروان نہیں چڑھنے دیا۔

یہ ترقی کی حکمتِ عملی اقتصادی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے اور اُس کو برقرار رکھنے کے لیے ایک جدید نقطہ نظر پیش کر رہی ہے۔ دنیا بھر کے نامور ماہرین، مختلف شعبوں سے وابستہ افراد اور وسیع مشاورتی عمل کی مدد سے اس حکمتِ عملی کو تشکیل دیا گیا ہے۔ ہمارے مشاورتی عمل نے ایک نئی ترقیاتی حکمتِ عملی کو تیار کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ ایک ایسی حکمتِ عملی جو محض پروجیکٹس سے آگے بڑھ کر پیداواری استعداد کو بڑھانے، مسابقتی منڈیوں کو تشکیل دینے، جدت پسندی اور کاروبار کو پروان چڑھانے پر زور دے۔

یہ حکمتِ عملی مسلسل اصلاحات پر مشتمل ہے جو اہل اور علم و حکمت پر مبنی حکومتی ڈھانچے اور پُرکشش، مربوط اور فعال منڈیوں سے تشکیل پاتی ہے۔ اس حکمتِ عملی میں ملک کو درپیش وسائل کی قلت کو مدِنظر رکھتے ہوئے وسائل کے بہتر استعمال پر زور دیا ہے۔ عالمی اشارے مثلاً مسابقت اور کاروبار کرنے کے اخراجات کا اشاریہ بھی انتظامی حکمتِ عملی، جدت پسندی، قانون کی پاسداری کا معیار اور حکومتی انتظام کا طریقہ جیسے عوامل کی اہمیت کو نمایاں کرتے ہیں۔ تحقیق و ترقی اور ان عوامل کو معاشی ترقی کی راہ میں فوری رکاوٹیں قرار دیتے ہیں۔ لہذا، اس حکمتِ عملی کا مرکزی نقطہ نظر سافٹ وئیر آف اکنامک گروتھ ہے (مثلاً انسانی وسائل، مراعات، اداروں کی مضبوطی، اقتصادی گورننس کے مسائل وغیرہ) تاکہ ایسا ماحول مہیا کیا جاسکے جس میں ہارڈ وئیر آف اکنامک گروتھ کو پھیلایا جا سکے اور اسے ہر سطح پر مزید فعال بنایا جاسکے۔

یہ حکمتِ عملی دلیل پیش کرتی ہے کہ کاروبار اور اختراعات کو بہت زیادہ فروغ دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ سول سروس، قانون اور ٹیکس جیسے اداروں کے نظام کی اصلاح کی جائے اور انھیں مستحکم کیا جائے۔ یہ حکمتِ عملی ایسی تجاویز پیش کرتی ہے جیسے تعمیراتی اور علاقائی قوانین کی اصلاح کی جائے جس کی غیر موجودگی میں ہماری اندرونِ ملک تجارت کا فروغ رک گیا ہے اور اسی وجہ سے ہمارے شہر معاشی ترقی کے انجن کے طور پر سامنے نہیں آسکے۔

ایسے پروگراموں کا مجموعہ سرمایہ کاری کے بہتر ماحول کو فروغ دے گا اور کاروباری شروعات کی قیمت کو واضح طور پر کم کرے گا اور کاروباری اداروں کے منافع جات کو بڑھا کر اُن کی مزید افزائش کا سبب بنے گا۔ یہ حکمتِ عملی پیداواری صلاحیت کی بہتری پر بھی مرکوز ہے مثلاً منڈی میں مقابلہ بڑھانے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے تاکہ کاروباری لوگ آسانی سے مارکیٹ کا حصہ بن سکیں اور جب مجبوری ہو تو اس سے علیحدہ بھی ہو سکیں۔ مختصراً اس حکمتِ عملی کا مقصد ملک میں سرمایہ کاری بڑھانا اور سرمایہ کاری کو مزید منافع بخش بنانا ہے۔ یہ حکمتِ عملی خاص پروگرام تجویز کرتی ہے جن سے ہماری نوجوان نسل کو زیادہ روزگار کے مواقع حاصل ہو سکیں گے۔

ترقی کی ہدف بندی پر توجہ:

پاکستان کی تقریباً 68 فیصد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے اور ان میں سے زیادہ تر نوجوان افرادی قوت میں داخل ہو کر پاکستان کی افرادی قوت کو ہر سال 3 فیصد سے بڑھا رہے ہیں۔ ایک تخمینے کے مطابق افرادی قوت میں بڑھتے ہوئے نوجوانوں کو جذب کرنے کے لیے پاکستان کی خام قومی پیداوار کو ہر سال 7 فیصد سے زیادہ بڑھنا چاہیے۔ اس حکمتِ عملی کو تشکیل دینے والے اس بات سے متفق ہیں کہ پاکستان محض 3 فیصد کی شرح نمو سے فوری طور پر اتنا اوپر نہیں جا سکتا۔ اس لیے:

- پہلی اسٹیج پر ایسے اقدامات کیے جائیں گے جو کہ پاکستان کی خام قومی پیداوار 5 سے 6 فیصد سالانہ کی سطح پر پہنچا دیں۔ اگر انرجی گورننس کے مسئلے کا حل جلد نکلا اور کسی حد تک معاشی استحکام حاصل ہو گیا تو یہ ہدف بہت جلد حاصل کیا جا سکتا ہے۔
- ترقی کی شرح کو 7 فیصد سے بڑھانے کے لیے یہ حکمتِ عملی نہایت ہی گہرے اور جاری رہنے والے طریقے تجویز کرتی ہے جس میں پبلک سیکٹر کی خوش انتظامی، مسابقتی منڈیوں کا بنانا، شہری انتظامیہ، لوگوں اور جگہوں کے روابط کے انتظام کو موثر بنانا شامل ہے۔

پاکستان کی ترقی کی راہ میں کون سی بڑی رکاوٹیں ہیں؟

ترقی کا تجزیہ دو بڑی رکاوٹوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۱۔ غیر موزوں منڈیوں کا نظام: مقابلے کا فقدان، ٹیکس، ٹیرف، پالیسی کا بگاڑ، داخلی رکاوٹیں، حکومت کی دخل اندازی اور کمزور قوانین

۲۔ موثر پبلک سیکٹر حکمتِ عملی کا فقدان جو کہ اچھے نظم وضبط مہیا کرے مثلاً (الف) جان و مال کی حفاظت، لین دین اور معاہدات کی پاسداری۔ (ب) مارکیٹ اور سرمایہ کاری کو اچھے قانون اور مناسب حکمتِ عملی سے آراستہ کرے۔ (ج) مادی، انسانی اور سماجی انفراسٹرکچر کو ترقی دے سکے۔

اس ترقیاتی حکمتِ عملی کو جدید معاشی تقاضوں سے آراستہ کیا گیا ہے جو کہ حکومت اور منڈیوں کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرے گی۔ یہ حکمتِ عملی حکومت بمقابل مارکیٹ نہیں بلکہ حکومت اور مارکیٹ کے اُصول پر مبنی ہے۔ ایک اچھی حکومت ہی ایک اچھی مارکیٹ کو تشکیل دے سکتی ہے۔ تجویز کردہ اصلاحات کا مقصد حکومت اور مارکیٹ میں توازن اور مہارت پیدا کرنا ہے۔

بہتر پیداواری صلاحیت:

معاشی ترقی مزدور اور سرمایہ کے اجتماع اور ان کے اثاثوں کے مناسب استعمال سے ہوتی ہے اور اس کو ہم ٹوٹل فیکٹر پروڈکٹیویٹی بھی کہتے ہیں۔ بہتر پیداواری صلاحیت کا تناسب پاکستان کی معاشی نمو میں اتنا حوصلہ افزاء نہیں ہے۔ 1960ء سے 2005ء کے درمیان معاشی نمو کا 80 فیصد سرمایہ اور محنت سے آیا جبکہ صرف 20 فیصد بہتر پیداواری صلاحیت کے استعمال سے حاصل ہوا۔ ہمسایہ ممالک کے مقابلے میں، مزدوروں کی جانب سے پیداواری تناسب کم ہے۔ ریسرچ سے ثابت

ہوا ہے کہ مزدوروں کی کم پیداواری صلاحیت کی وجوہات میں مارکیٹ کوالٹی، غیر مناسب انتظامیہ، محدود شہری ترقی، نامناسب تعلیم، مارکیٹ میں مقابلہ، ریسرچ اور ترقی کا فقدان شامل ہے۔ اس لیے ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے جو پیداواری صلاحیت کی نگرانی کرے اور ایسے اصلاحات تجویز کرے جن سے استعدادِ کار بڑھے۔

بہتر نظم ونسق کی بنیاد :

ہمارے تجزیے اور مشاورت سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ پاکستان کی ترقی میں غیر موزوں نظم و ضبط اور غیر فعال مارکیٹ بڑی رکاوٹیں ہیں۔ حکومت کی براہِ راست سرمایہ کاری کی وجہ سے پرائیویٹ سرمایہ دار مارکیٹ میں حکومت کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ محتاط اندازے کے مطابق مارکیٹ میں حکومت کی موجودگی 50 فیصد سے زیادہ ہے جس کی وجہ سے پرائیوٹ سرمایہ دار بری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ مسابقتی کمیشن آف پاکستان کے مطابق حکومتی مداخلت مسابقتی اور فعال منڈیوں کے قیام کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ موثر حکومت کے قیام کے لیے یہ دو طریقے اپنانے چاہیں: (الف) حکومت کے کردار پر نظرِ ثانی کرنا ہوگی۔ جس میں حکومت کو مارکیٹ سے نکل کر سرمایہ کاروں کے لیے آسان قوانین مرتب کرنا ہوں گے۔ (ب) حکومتی اداروں کی کارکردگی کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے جس میں سول سروس، وسائل کی تقسیم کو بہتر بنانا، غیر ہدف شدہ سبسڈی کو ختم کرنا اور حکومتی سرمایہ کاری کو معنی خیز بنانا شامل ہے۔

آزادانہ تجارت کی ترویج:

ہماری تجارتی پالیسیوں میں یکطرفہ برآمدات بڑھانے کی بات کی جاتی ہے تو چند سیکٹرز میں درآمدات کے متبادل تیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ اس طرح صارفین کو ایک طرف زیادہ قیمتیں

ادا کرنا پڑتی ہیں اور دوسری طرف ادنیٰ معیار کی اشیاء استعمال کرنا پڑتی ہیں۔ مزید برآں جدت اور کاروباری اختراع پر بھی زک پڑتی ہے کیونکہ مفادات کی غیر مصنفانہ تقسیم سے منڈیوں کی آزادی سلب کر لی جاتی ہے۔

ترقی کی حکمتِ عملی آزادانہ تجارت اور سرمایہ کاری کو ایک مستحکم معاشی ترقی کے لیے اہم جزو تصور کرتی ہے کیونکہ یہ ایک کردار ادا کرتی ہے روزگار، پیداوار اور تنخواہوں کے بڑھنے میں۔ بدقسمتی سے 10-2005 کے درمیان بھاری پروٹیکشنزم کو دوبارہ متعارف کروایا گیا جو کہ تجارتی نظام کی تباہی کی وجہ بنا ہے۔ اہم اقدامات جو اس ضمن میں اُٹھائے گیے۔ (الف) ٹیرف میں کٹوتی کے عمل کی واپسی اور tariff dispersion میں اضافہ، (ب) زرعی تجارت میں آزادانہ اصلاحات کو ختم کرنا بالخصوص گندم، چینی اور کھاد کے متعلق تجارتی فیصلے، (ج) مختلف صنعتوں میں تیزی سے بڑھتے ٹیرف مثلاً آٹو انڈسٹری، (د) WTO مستثنیات کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے درآمدات کو محدود کرنا، (ہ) انسدادِ اغراق کے عمل کا آغاز اور پھیلاؤ۔

ترقیاتی حکمتِ عملی درج ذیل اقدامات تجویز کرتی ہے۔ (الف) یکطرفہ آزادانہ تجارت کا قیام، (ب) ٹیرف کے نظام سے متصادم امتیازی ریگولیٹری ڈیوٹی کا فوری خاتمہ، (ج) کم سے کم غیر جانبدارانہ حقیقی شرح تبادلہ کی پالیسی، (د) مختلف وزارتوں اور EDB کی طرف سے درآمدی لائسنسوں کے عارضی اجراء کا فوری خاتمہ، (ہ) مختلف صنعتوں کی جانب سے وصول کی جانے والے فوائد مثلاً تحفظ، برآمدی اعانتیں، ٹیکسوں میں چھوٹ، انسدادِ اغراق وغیرہ کے معاشی جواز کی کمی کا جائزہ لیا جائے، (و) تمام معاشی پالیسیاں بشمول صنعتی و تجارتی پالیسی وغیرہ کو ترقیاتی حکمتِ عملی کے تناظر میں ترتیب دیا جائے

فعال اور مسابقتی منڈیاں:

یہ حکمتِ عملی منڈیوں کو مزید متحرک اور فعال بنانے کے لیے ایک واضح لائحہ عمل پیش کرتی ہے۔ حکومتی کاروباری اداروں میں اصلاحات اور (جہاں ضرورت ہو) نجکاری پرائیوٹ سیکٹر کے کاروبار کے لیے جگہ پیدا کرے گی۔ بہت سی منڈیوں میں اس امر کی ضرورت ہے کہ حکومتی ادارے براہِ راست منڈیوں میں مداخلت کی بجائے صرف منڈیوں کا نظم ونسق سنبھالنے تک خود کو محدود رکھیں۔ مثال کے طور پر ہمارا موجودہ ریگولیٹری فریم ورک داخلی تجارت، تعمیرات اور شہری ترقی کے شعبوں کی ترقی کی راہ میں حائل ہے۔ حکومتی اداروں کی بھاری تعداد میں زراعت، نقل و حمل، زرعی اجناس کے ذخیرہ کا انتظام جیسے شعبوں میں موجودگی پرائیوٹ سرمایہ کاروں کو ان شعبوں سے دور رکھ رہی ہے۔ شہری ترقی وکشادگی، بہتر حکومتی نظم ونسق کے ساتھ مل کر جدید منڈیوں کے قیام میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔

موجد / تخلیقی شہر:

دنیا کی تقریباً نصف آبادی شہروں میں قیام پذیر ہے اور وہ دنیا کے کل خام قومی پیداوار کا 80 فیصد مہیا کر رہی ہے۔ گنجان آباد، بلند و بالا شہر، ہمارے قصبہ نما شہروں سے زیادہ بہتر پیداواری صلاحیت رکھتے ہیں۔ شہروں کو تجارت کا گہوارہ بنانے کے لیے موجودہ حکمتِ عملی درج ذیل اقدامات کرتی ہے۔ (الف) تعمیراتی اور علاقائی قوانین میں نرمی سے ہم جگہ اور توانائی کے بہتر استعمال اور بلند و بالا عمارتوں کی تعمیر میں مدد ہو سکتے ہیں، (ب) غیر پیداواری حکومتی زمین کی نجکاری، (ج) غیر ملکی تعمیراتی کمپنیوں کی حوصلہ افزائی کرنا تاکہ وہ پاکستانی منڈیوں میں آ سکیں، (د) تعمیرات کے ایسے طریقوں جو کہ کم لاگت اور کم توانائی استعمال کرنے والے ہوں پر تحقیق کرنا۔

مقابلے کے لیے جڑنا / ربط بڑھانا:

تجارتی عمل کے لیے گنجان اور مربوط شہروں اور آبادیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ رابطوں کا فروغ موجودہ ترقیاتی حکمتِ عملی کا بہت اہم جز ہے۔ اگرچہ ہمارے PSDP نے بہت سا انفراسٹرکچر مہیا کیا تاہم موجودہ سخت مالیاتی حالات کے پیشِ نظر پرائیوٹ سرمایہ کاروں کی ان ترقیاتی منصوبوں میں شمولیت کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ اس ضمن میں پروجیکٹ کی منظوری سے متعلقہ قوانین، زمین کی ملکیت سے متعلقہ قوانین اور NHA قوانین کا ازسرنو جائزہ لیا جانا چاہیے اور اُنھیں پبلک پرائیوٹ شراکت داری کو بڑھانے کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔ حکومت کو اپنی نقصان میں جانے والے حکومتی اداروں کو مسلسل امداد دینے کی پالیسی کا پھر سے جائزہ لینا چاہیے۔ مقامی سطح پر مقابلے کو پروان چڑھانے کے لیے حکومتی اداروں کو اپنا کردار محدود کرنا پڑے گا مثلاً سول ایشن اتھارٹی CAA کو ہوائی اڈے چلانے کی بجائے صرف پالیسی سازی اور عمل درآمد پر توجہ دینی چاہیے۔ ایسے تجارتی روٹ جہاں کسی بھی وجہ سے زیادہ ادارے کام نہیں کر سکتے وہاں روٹس نیلام کیے جانے چاہیں نہ کہ کسی فرد یا ادارے کو امتیازی حیثیت نہ دی جائے۔ کاروباروں کو سہل بنانے کے لیے کسٹم کے نظام کو خودکار بنایا جائے تاکہ کلیرنس کا ٹائم کم ہوسکے۔ ڈرائی پورٹس پر کسٹم کے نظام کو کمپیوٹرائزڈ کیا جائے تاکہ رش سے بچا جاسکے۔

پاکستان کو عالمی روابط (connectivity) کے رجحانات کے ساتھ چلنا پڑے گا اور اس کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہے۔ حکومت کو برقی دستخط کا قانون (E-signature act) پاس کرنا چاہیے تاکہ ڈیجیٹل شناخت کے استعمال کو قانونی تحفظ حاصل ہوسکے۔ اگر IT کے استعمال کو حکومتی اور پرائیوٹ سطح پر عام کیا جائے تو ٹرانسپورٹ اور نقل وحمل کے اخراجات کو خاطر خواہ کم کیا جاسکتا ہے۔

نوجوانوں اور کمیونٹی کی شمولیت:

نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد اگلے دو عشروں میں ہماری افرادی قوت کا حصہ بننے والی ہے۔تقریباً ایک تہائی نوجوان شہروں میں بستے ہیں اور یہ ہمارے دو نوجوان طبقہ کی 2030ء تک 50 فیصد تک پہنچ جائے گا۔اگر پاکستان کا دوسرے ترقی پذیر ممالک سے موازنہ کیا جائے تو نسبتاً بہت بڑی شرح (32%) ناخواندہ نوجوانوں پر مشتمل ہے جن کے پاس کوئی ہنر نہیں ہے اور وہ یا تو بے روزگار رہتے ہیں یا معمولی پیشوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔اس امر کی شدت سے ضرورت ہے کہ ان نوجوانوں کو صحت، تعلیم اور ذریعہ معاش مہیا کیا جائے۔تا کہ اُن کی مخفی توانائیوں کو کمیونٹی، ملک اور دنیا کے لیے مثبت انداز میں استعمال کیا جا سکے۔ایسا صرف اُس صورت میں ممکن ہے کہ ہم ان نوجوانوں کو معیاری، بنیادی و کالج ایجوکیشن مہیا کریں، اُنھیں ہنر سے آراستہ کریں، نوجوانوں کے لیے فائدہ مند پالیسیاں بنائیں، اپنے شہروں کو اس طرح سے اصلاح کریں کہ وہ نوجوانوں کو روزگار، کھیل کود اور مثبت ہم نصابی سرگرمیوں کے مواقع فراہم کر سکیں۔ ایسا نوجوانوں کی رضا کارانہ سرگرمیوں میں شمولیت، تعلیمی اداروں اور سول سوسائٹی کے باہمی تعاون واشتراک سے ممکن ہوگا۔

عملدر آمد: نتائج پر مبنی انتظام:

اس حکمتِ عملی کا نفاذ کون کرے گا؟ یہ ایک عام سوال ہے جو اکثر پوچھا جاتا ہے۔ یہ سوال اس لیے پوچھا جاتا ہے کہ کئی اچھے منصوبے اور پالیسیاں بنائیں گئیں لیکن ان پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ ہماری مشاورت سے یہ بات ثابت ہے کہ پاکستان میں نفاذ کا نظام کمزور ہے کیونکہ یہ تصور کیا جاتا ہے کہ نفاذ کی ذمہ داری اُسی نظام کو سونپی جاتی ہے جس کی اصلاح کی ضرورت ہو۔اکثر اوقات، کوئی ایسا نظام موجود نہیں ہوتا جو تبدیلی لا سکے۔

اقتصادی ترقی کے نئے وژن کو ضرورت ہے:

- معاشرتی ترقی کی راہ میں حائل مسائل کی نشاندہی کی جائے (ریسرچ اور تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ذریعے) نئے معاشی ترقی کے نظریہ کو ان چیزوں کی ضرورت ہے۔
- اتفاقِ رائے پیدا کرنا مشاورت کے ذریعے تاکہ اصلاحی پروگرام میں رکاوٹوں کو دور کیا جا سکے۔
- ایسا نظام تخلیق کیا جائے جس سے پیداواری صلاحیت اور حکومتی خدمات کی پیمائش کی جا سکے۔
- ایسے منصوبے بنائیں جائیں جن کی جانچ ہو سکے۔

18 ویں ترمیم کے بعد، منصوبہ بندی کا نظام میں مندرجہ ذیل ترقی کے عمل کی ضرورت ہے۔

- درمیانی اور سالانہ مدت کے ترقیاتی مقاصد حکومت اور متعلقہ وزارتوں کے لیے مشاورت سے ترتیب دیئے جائیں۔
- اہم معاشی اصلاحات کی نشاندہی کی جائے جن کی مقررہ پیمانوں کی مدد سے پیمائش اور نگرانی کی جائے اور اس کی رپورٹ حکومت اور عوام کو دی جائے۔
- حکومت اور وزارتوں کے مطابق رپورٹنگ ضروریات جو نتائج اور لاگت کا تخمینہ کی پیمائش کرے وضع کیا جائے تاکہ احتساب کے عمل کو بہتر بنایا جا سکے۔ حکومتی اور وزارتی سطح پر جوابدہی تاکہ ترقی، نتائج اور اُن کی لاگت کو پرکھا جا سکے۔
- وزارتوں کی صلاحیتوں میں اضافہ کیا جائے تاکہ ان کی حکمتِ عملی اور خدمات رقومی ترقیاتی ترجیحات کی عکاسی کر سکیں۔
- منصوبہ بندی کے نظام کی قابلیت میں اضافہ کیا جائے تاکہ وہ ایک ادارے کی طرح حکومتی اصلاحات کے ایجنڈہ کی نگرانی کر سکے۔

چھ اہم نکات جن کو متعارف کرایا جائے تاکہ پلاننگ کمیشن اور سرکار کے درمیان روابط کو مضبوط بنایا جائے۔

۱۔ وسط مدتی ترقیاتی فریم ورک اور وسط مدتی اخراجاتی فریم ورک کو مضبوط کیا جائے تاکہ درمیانی مدت کی ترجیحات کو ترقیاتی حکمتِ عملی سے ہم آہنگ کیا جاسکے۔

۲۔ ایک متحدہ اور نتائج پر مبنی بجٹ بنانے کے طریقہ کار کو اپنایا جائے۔

۳۔ متعلقہ وزارتوں کے پروجیکٹس بنانے کے عمل کو ڈیسنٹر یلائز (decentralize) کیا جائے۔

۴۔ بڑے پروجیکٹس سے متعلقہ پلاننگ کمیشن کے کردار کا ازسرِ نو جائزہ لیا جائے۔

۵۔ نتائج پر مبنی جانچ پڑتال کا نظام وضع کیا جائے۔

۶۔ پلاننگ کمیشن کو اصلاحات کے عمل کی سرپرستی کرنا ہوگی اور تبدیلی کے عمل میں قوانین اور ضروری پالیسیوں کی نشاندہی کرنا ہوگی۔